ماہنامہ
علمیت
لاہور

اگست
2025ء

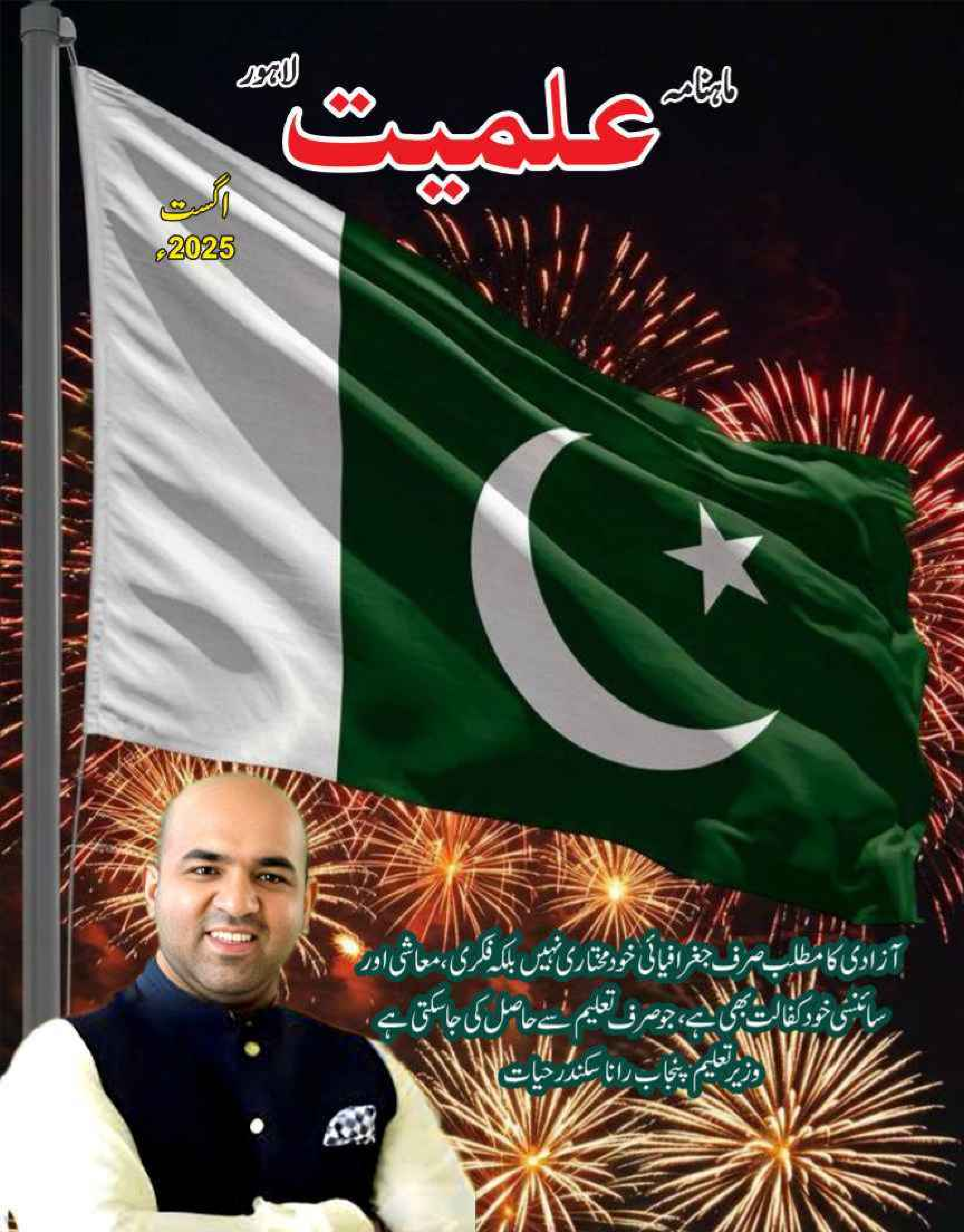

گورنر پنجاب سردار سلیم حیدر خان گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی بہاولپور میں ارفع کریم بلاک کا افتتاح کر رہے ہیں۔ اور وائس چانسلر ڈاکٹر شازیہ انجم انہیں خطاطی کا ماڈل پیش کر رہی ہیں۔

ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے سابق چیئرمین ڈاکٹر مختار احمد کے اعزاز میں منعقد ہونے والی تقریب میں نئے چیئرمین وفاقی سیکرٹری تعلیم ندیم محمود گلدستہ پیش کر رہے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد کامران وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور عباسیہ کیمپس کے داخلہ مرکز کے دورے پر طالبات سے تبادلہ خیال کر رہے ہیں۔

وائس چانسلر ڈاکٹر شاہد منیر یو ای ٹی لاہور کے 237 ویں اکیڈمک کونسل کے اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں۔

پاکستان میں تعلیمی دنیا کا ترجمان
Monthly ILMIAT Lahore
ماہنامہ
علمیت
لاہور
جلد نمبر 7 | شمارہ نمبر 08 | اگست 2025ء

Monthlyilmiat@gmail.com   www.ilmiatonline.com   facebook.com/ilmiat

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر رفاقت علی اکبر

ایڈیٹر: احمد علی عتیق

ڈپٹی ایڈیٹر: پروفیسر محمد شریف

مجلس ادارات

- میاں عمران مسعود
- عباس تابش
- محمد اقبال چاند
- مرزا کاشف
- چوہدری افتخار احمد

قانونی مشیر: مقصود ملک ایڈووکیٹ، لاہور ہائی کورٹ

نمائندگان

- محمد زین العابدین... میانوالی
- مزمل شبیر... بہاولپور
- مظفر اقبال... لودھراں

گرافکس ڈیزائنر: محمد سعید یعقوب

فہرست مضامین

اداریہ	05
استاد میں اعلیٰ اخلاق	06
ٹیچر ٹریننگ کے فوائد	09
78 واں یوم آزادی اور تعلیمی شعبہ	11
فروغ تعلیم میں این جی اوز کا کردار	13

ضرورت نامہ نگاران

تعلیمی میگزین ماہنامہ ''علمیت'' لاہور کیلئے پاکستان بھر کے تمام تحصیل و ضلعی مراکز سے نامہ نگاران کی ضرورت ہے۔ مکمل کوائف کے ساتھ رابطہ کریں۔ احمد علی، مینجنگ ایڈیٹر،
واٹس ایپ نمبر: 0333 4969330
ای میل: monthlyilmiat@gmail.com

برائے رابطہ: عبداللہ سینٹر، فلیٹ نمبر 04، اعوان ٹاؤن، لاہور
0333-4969330
0300-8878410

احمد علی پبلشر نے پرنٹر انتخاب جدید پریس سے چھپوا کر 56 لارکس کالونی گرڈ سٹیشن ایکسٹینشن II مغلپورہ روڈ گڑھی شاہو لاہور سے شائع کیا

قیمت فی شمارہ: -/200
زر تعاون سالانہ: -/2000

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝١ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝٢

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ ① جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ ②

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝٣ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝٤ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝٥

تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔ ③ جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ ④ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ ⑤

(سُورۃُ العَلَق آیات ۱ تا ۵)

حدیث رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَن سلكَ طريقًا يلتَمِسُ فيهِ علمًا ، سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طريقًا إلى الجنَّةِ ،
جو شخص علم کی جستجو میں کسی راہ کا مسافر ہوا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتے ہیں۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

علامہ محمد اقبالؒ

ہمیں اپنی تعلیم کی پالیسی اور پروگرام کو اپنی عوام کے لیے موزوں، اپنی تاریخ و ثقافت سے ہم آہنگ اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ہے۔

(قائداعظم 27 نومبر 1947 پہلی تعلیمی کانفرنس)

مسلمان کیلئے سب سے بڑا خطرہ اگر کوئی ہے تو یہی کہ وہ خود اسلام کی تعلیم سے ناواقف ہو، خود یہ نہ جانتا ہو کہ قرآن کیا سکھاتا ہے اور حضرت محمد ﷺ کیا ہدایت دے گئے ہیں۔ اس جہالت کی وجہ سے وہ خود بھی بھٹک سکتا ہے اور دوسرے دجال بھی اس کو بھٹکا سکتے ہیں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

فروغ علم اور تعلیمی سرگرمیوں سے آگاہی کے لئے ماہنامہ علمیت لاہور کے خریدار بنیں

اداریہ

معیار تعلیم کا مسئلہ

آزادی کے 78 سال گزرنے کے باوجود ہمارا معیار تعلیم وہ نہیں ہو سکا، جو ایک آزاد قوم کے شایان شان ہونا چاہیے. کئی عشرے گزرنے کے باوجود تعلیم سے دلچسپی رکھنے والا ہر فرد گرتے ہوئے معیار تعلیم سے پریشان ہے۔ لوگ پورے نظام تعلیم پر بے اطمینانی کا اظہار کرتے ہیں۔ ہر حکومت کے آتے ہی تعلیمی پالیسی بدلتی ہے تاکہ بگڑے ہوئے نظام تعلیم کی اصلاح ہو سکے۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جہاں تک معیار تعلیم کا سوال ہے یہ کسی قوم کے تعلیمی اداروں تک محدود نہیں۔ ذریعہ تعلیم اردو ہو یا انگریزی معیار تیزی سے روبہ انحطاط ہے۔

معیار تعلیم کا مفہوم کیا ہے؟ عموماً لوگ معیار تعلیم کے اچھے یا برے ہونے کا اندازہ بورڈ اور یونیورسٹیوں کے نتائج سے لگاتے ہیں۔ اگر نتائج 70 فیصد سے زائد ہوں تو ہم کہتے ہیں کہ معیار تعلیم بہت اچھا ہے۔ اس کے برعکس اگر نتائج 25 یا 30 فیصد ہوں تو معیار تعلیم گھٹیا اور پست شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ ہر کسی ادارے کے معیار تعلیم کو جانچنے کی درست کسوٹی نہیں۔ آج کل امتحان گاہوں میں جو بدعنوانیاں ہو رہی ہیں کے پیش نظر امتحانات کے نتائج کو قابل اعتبار نہیں کہا جا سکتا۔ اکثر و بیشتر ادارے اپنے نتائج بہتر بنانے کے لیے بڑی دوڑ دھوپ اور پاپڑ بیلتے ہیں۔ لوگ لین دین کرتے ہیں بڑی بڑی سفارشیں استعمال کرتے ہیں۔ وہ عملی امتحانات میں نمبر لگواتے ہیں۔ ہمارا معاشرہ ایسے کاموں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس سے بعض اوقات نتائج کا گراف بھی اوپر چلا جاتا ہے اور کبھی پستی میں بھی چلا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اپنی طرف سے رسائی پر منحصر ہے۔ یہ تو بورڈ اور یونیورسٹیوں کے امتحانات ہیں۔ لیکن داخلی امتحانات میں کیا ہوتا ہے وہاں بھی ہم اپنے جنبش قلم سے نااہل کو اہل قرار دیتے ہیں۔ بعض اچھے طالب علم بورڈ کے امتحانات میں رہ جاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا پہلو ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ امتحانات مدرسہ کی جانچ کا اہم ذریعہ ہوتے ہیں۔ معیار تعلیم کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔ یہ ایک جامع لفظ ہے جس کے معنی پڑھنا، لکھنا اور سیکھنا، نہیں بلکہ اس کے مفہوم میں تدریس کے ساتھ فنون میں مہارت پیدا کرنا بھی ہے ۔ ادب اور تربیت بھی لازمی ہے۔ جب ہم تعلیمی معیار کی گراوٹ اور انحطاط کا ذکر کرتے ہیں، تو اس کا مطلب بورڈ کے امتحانات میں گراوٹ نہیں۔ بلکہ اس ادارے کے طلبہ کی ذہانت، مہارت، مدرسے کا نظم وضبط، تعلیمی ماحول، تدریس اور لگن اور اخلاق کی گراوٹ بھی شامل ہے۔ اب حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ پانچویں اور آٹھویں کے امتحانات بھی امتحانی بورڈ لیا کریں گے، اب دیکھنا یہ ہے کہ آگے کیا ہوتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر

استاد میں اعلیٰ اخلاق

تحریر: پروفیسر ملک محمد شریف

اخلاق خلق کی جمع ہے جس کے معنی عادات اور خصلت کے ہیں۔ خلق بنیادی طور پر عربی زبان کا لفظ ہے۔ انگریزی میں اخلاقیات کے لئے Ethics مستعمل ہے یہ لفظ ایتھوس سے مشتق ہے جس کے کا معنی ہیں وہ قواعد اور رسوم ہیں جو ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے ممتاز کرتی ہیں۔

ایتھکس کا مفہوم کچھ ایسے ہے

The study of what is right and what .is wrong in human behaviour

اخلاقیات وہ علم ہے، جس میں پر خیر و شر یا درست یا غلط کے نقطہ نظر سے بحث کی گئی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ کردار پر خیر و شر درست اور غلط کے نقطہ نظر سے جو احکام عائد کیے جاتے ہیں۔ ان کو باقاعدہ ایک نظام کی صورت میں پیش کرے۔ یعنی اخلاقیات سے مراد وہ علم ہے جو بھلائی اور برائی کی حقیقت کو ظاہر کرے کہ انسانوں کو آپس میں کس طرح برتاؤ کرنا چاہیے۔

اخلاقیات:

اخلاقیات یونانی لفظ (Ethos) سے ماخوذ ہے۔ جس کا مطلب کردار ہے فلسفہ میں اخلاقیات میں انسانی رویے کا مطالعہ کرتا ہے۔ ایک شخص کو کیسے عمل کرنا ہے اخلاقیات لفظ اخلاق اقدار اور انفرادی عقائد کی دلالت کرتا ہے۔ اخلاقیات اخلاقی اصول ہیں جو کہ انسانی رویوں یا کسی سرگرمی کو کنٹرول کرتے ہیں۔ بس اخلاق کی تعریف رویہ جات حرکات نہیں، جو ہمارے کام پر اثر انداز ہوتے ہیں، اخلاقیات غلط اور درست کو کو سمجھنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، اخلاقیات اس بات پر بھی ہماری مدد کرتی ہے کہ کن حالات میں ہم نے کیا رد عمل دینا ہے، اگر کوئی چیز واقع ہو جاتی ہے

تعلیمی ادارے

اولاد کی تربیت اب خاندانی مسئلہ نہیں رہا جدید معاشرے میں تعلیمی اداروں نے یہ ذمہ داری سنبھال لی ہے۔ مدرسہ ہمارے معاشرے کا ایک اہم ادارہ ہے۔ جہاں رسمی تعلیم کے ساتھ طلبہ کو اخلاقی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ ایک اچھے تعلیمی ادارے میں سچائی، امانت اور دیانت داری جیسی اخلاقی اقدار بھی سکھائی جاتی ہیں۔

استاد

استاد وہ شخصیت ہے، جو ہمیں کچھ سکھاتی ہے، ایک آدمی جس نے طلبہ کو پڑھاتا ہے، وہ استاد ہے۔ استاد ایسی باثر شخصیت ہے۔ جو ایک معمار رہنما اور مددگار ہے۔ استاد ہمیں معلومات علم اور حوصلہ دیتا ہے، تاکہ مسلسل ہماری ترقی ہو سکے۔ اس کا کردار طلبہ کو آمادہ کرنے، رویوں کو نئی شکل دینے، عادات اور طور طریقوں میں بہتر کرنے میں مدد دیتا ہے۔ استاد کسی بھی نظام تعلیم میں ایک رہنما کی حیثیت سے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کا کردار علم پہنچانا یا معلومات دینا نہیں بلکہ ماحول کو سیکھنے کے مطابق تیار کرتا ہے۔ تاکہ طلبہ کی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جا سکے۔ استاد طلبہ کے لیے ایک رول ماڈل ہوتا ہے۔ جس کی طلبہ شعوری اور غیر شعوری طور پر پیروی کرتے ہیں۔ اساتذہ طلبہ کی زندگیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ استاد کی ذمہ داری ہے کہ طلبہ کی ضروریات کو سمجھے حتیٰ کہ سکول کے باہر بھی۔

اخلاقیات کی تدریس میں ضرورت اور دائرہ کار:

اخلاقیات موجودہ دور میں ایک اہم مسئلہ ہے۔ معاشرہ خراب سے خراب تر ہوتا جا رہا ہے۔ طلبہ غیر اخلاقی حرکتوں میں مصروف ہیں۔ ان کو با اخلاق بنانا خاندان کا فرض ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں استاد کا کردار اور ذمہ داریاں بھی بہت اہم ہیں۔

استاد اخلاقی عمل سے ان کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور رویوں کو درست کرتا ہے۔ استاد بہت سے اقدامات اٹھاتا ہے۔ ان میں ایک اخلاق بھی ہے۔ تعلیم کے تین مقاصد ہیں، اقدار، علم اور ہنر کا حصول، استاد کا فرض ہے کہ وہ اقدار اور رویوں اور اخلاقیات پر کام کرے۔ طلبہ اساتذہ سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں، سکول کے اندر بھی باہر بھی، طلبہ کے لیے ضابطہ اخلاق بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اساتذہ پیشہ ورانہ طور پر ایک اخلاقی عہدے پر مقرر ہیں۔ نظم و ضبط قائم کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے نوجوانوں کو اخلاقی اصول سکھانے ہیں، اساتذہ کی سرگرمیوں میں متواتر اخلاق کے اثرات ہونے چاہئیں۔ وہ طلبہ کے لیے ایک اخلاق کا رول ماڈل ہیں، وہ طلبہ کے لیے ایک مثال ہیں، طلبہ اور اساتذہ کے درمیان تعلقات ہونے چاہئیں۔ ایک دوسرے کا احترام لازمی ہے۔ اس طرح ایڈمنسٹریشن سے تعلقات بہتر ہونا ضروری ہے۔ والدین اور معاشرہ بھی اس میں شامل ہے۔ طلبہ کے بہترین مفاد میں کام کیا جائے پیشہ ورانہ ترقی کوالٹی ایجوکیشن کی بڑی بڑی ضرورت ہے۔

ریسرچ بتاتی ہے کہ اخلاق کی Dimension s ہمارے نظام تعلیم میں بہت ضروری ہیں، کارکردگی میں یہ ضروری ہیں، اخلاقی مسائل، روحانی اخلاقی اور بہتر اقدار سے جڑے ہیں اور صرف استاد ہی ہے جو درست سمت دے سکتا ہے۔ لیکن اخلاقی پہلوؤں کو سامنے رکھنا ہو گا، اخلاق ہی ہے جو اخلاقی قدروں انفرادی عقائد خاندان اور معاشرے کی دلالت کرتا ہے۔ اخلاقی مسائل اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب انصاف امیدیں اور اقدار دم توڑ جائیں۔ اساتذہ کو ایسے فیصلے کرنے ہوں گے جو ان حالات میں ایک ٹول کا کام دیں۔ استاد کو با اخلاق ہونا چاہیے اور ان کے اخلاق کا اثر طلبہ پر بھی پڑھنا چاہیے۔ ان سے امید ہے کہ وہ اپنے طلبہ سے درست رویہ رکھیں اور ان کے حالات سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ استاد کو مہنگے تحائف وصول نہیں کرنے چاہئیں۔ اسے اپنے ذاتی عقائد اور مرضی طلبہ پر نہیں تھونپنی چاہیے۔ انہیں تمام طلبہ کے ساتھ پیشہ ورانہ تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔

اخلاقیات کے اہم اصول:

تدریس کا پیشہ باقی تمام پیشوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ معاشرے

میں فن تدریس کا وقار اس وقت بلند ہوسکتا ہے، جب اساتذہ خود اعلیٰ معیاری اخلاق کے حامل ہوں۔ بہترین احتساب، ہیگزنسی، مقاصد کا حصول، احترام، تابعداری، اخلاقی اصول، اخلاق کی آگاہی کو پروموٹ کرتے ہیں ۔ استاد کا فرض ہے کہ اقدار اور اصولوں کے مطابق کام کرے ایسے اخلاق اخلاقیات کی تدریس میں ضرورت اور دائرہ کار؛ اساتذہ وہ شمار ہوں گے جن کے طلبہ کے ساتھ مثبت تعلقات ہوں گے۔

ایمانداری:

اخلاقیات موجودہ دور میں ایک اہم مسئلہ ہے۔ معاشرہ خراب سے خراب تر ہوتا جارہا ہے۔ طلبہ غیر اخلاقی حرکتیں میں مصروف ہیں۔ ان کو با اخلاق بنانا خاندان کا فرض ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں استاد کا کردار اور ذمہ داریاں بھی بہت اہم ہیں۔

استاد اخلاقی عمل سے ان کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور رویوں کو درست کرتا ہے استاد بہت سے اقدامات اٹھاتا ہے ان میں ایک اخلاق بھی ہے۔ تعلیم کے تین مقاصد ہیں، اقدار، علم اور ہنر کا حصول، استاد کا فرض ہے کہ وہ اقدار اور رویوں اور اخلاقیات پر کام کرے۔ طلبہ اساتذہ سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں، سکول کے اندر بھی باہر بھی، طلبہ کے لیے ضابطہ اخلاق بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اساتذہ پیشہ ورانہ طور پر ایک اخلاقی عہدے پر متقرر ہیں۔ نظم وضبط قائم کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے نوجوانوں کو اخلاقی اصول سکھانے ہیں، اساتذہ کی سرگرمیوں میں متواتر اخلاق کے اثرات ہونے چاہئیں۔ وہ طلبہ کے لیے ایک اخلاق کا رول ماڈل ہیں، وہ طلبہ کے لیے ایک مثال ہیں، طلبہ اور اساتذہ کے درمیان تعلقات ہونے چاہئیں۔ ایک دوسرے کا احترام لازمی ہے ۔ اس طرح ایڈمنسٹریشن سے تعلقات بہتر ہونا ضروری ہے۔ والدین اور معاشرہ بھی اس میں شامل ہے۔ طلبہ کے بہترین مفاد میں کام کیا جائے پیشہ ورانہ ترقی کوالٹی ایجوکیشن کی بڑی بڑی ضرورت ہے۔

ریسرچ بتاتی ہے کہ اخلاق کی Dimension s ہمارے نظام تعلیم میں بہت ضروری ہیں، کارکردگی میں یہ ضروری ہیں، اخلاقی مسائل X روحانی اخلاق اور بہتر اقدار سے جڑے ہیں اور صرف استاد ہی ہے جو درست سمت دے سکتا ہے، لیکن اخلاقی پہلوؤں کو سامنے رکھنا ہوگا، اخلاق ہی ہے جو اخلاقی قدروں انفرادی عقائد خاندان اور معاشرے کی دلالت کرتا ہے، اخلاقی مسائل اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب انصاف امیدیں اور اقدار دم توڑ جائیں۔ اساتذہ کو ایسے فیصلے کرنے ہوں گے جو ان حالات میں ایک تول کا کام دیں۔ استاد کو با اخلاق ہونا چاہیے اور ان کے اخلاق کا اثر طلبہ پر بھی پڑھنا چاہیے۔ ان سے امید ہے کہ وہ اپنے طلبہ سے درست رویہ رکھیں اور ان کے حالات سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ استاد کو مہنگے تحائف وصول نہیں کرنے چاہئیں ۔ اسے اپنے ذاتی عقائد اور مرضی طلبہ پر نہیں تھونپنی چاہیے۔ انہیں تمام طلبہ کے ساتھ پیشہ ورانہ تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔

اساتذہ کی اخلاقیات کے اہم اصول:

تدریس کا پیشہ باقی تمام پیشوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ معاشرے میں فن تدریس کا وقار اس وقت بلند ہوسکتا ہے، جب اساتذہ خود اعلیٰ معیاری اخلاق کے حامل ہوں۔ بہترین اساتذہ وہ شمار ہوں گے جن کے طلبہ کے ساتھ مثبت تعلقات ہوں گے۔

ایمانداری:

احتساب سے مقاصد کا حصول احترام، تابعداری اخلاقی اصول، اخلاق کی آگاہی کو پروموٹ کرتے ہیں۔ استاد کا فرض ہے کہ اقدار اور اصولوں کے مطابق کام کرے۔ ایسے اخلاق کے کچھ عام اصول ہیں جو درج ذیل ہیں۔

پیشہ ورانہ ذمہ داری:

طلبہ اور اساتذہ کے تعلقات اعتماد اور یقین پر مبنی ہونے چاہئیں۔ دوسروں کے ساتھ تعاون کریں اور اچھے تعلقات استوار کریں۔ معاشرے سے رابطہ ضروری ہے والدین اور سرپرستوں سے رابطہ ہونا چاہیے ۔ جہاں مناسب ہو رازداری سے کام لیں۔ تدریسی عمل میں پبلک کا اعتماد پیدا کریں۔ لوگ اساتذہ پر ٹرسٹ رکھتے ہوں اپنے پیشہ ورانہ امور میں کوالٹی پیدا کریں اور جدید تقاضوں کے مطابق طلبہ کی ضرورتوں پر پورا اتریں تدریس میں اعتماد پیدا کریں۔

طلبہ سے پیشہ ورانہ تعلقات بنائیں:

عمدہ اخلاق اور کردار اور پیشے کے وقار کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ کیونکہ معاشرے کی طرف سے آئندہ نسلوں کی تربیت ان کی ذمہ داری ہے سکول کے اندر پیشہ ورانہ حدود قائم کریں۔ وقت کی قدر کریں اور پابندی بھی لازمی ہے۔ تعلیمی افسران سے رابطہ اور تعلقات استوار کریں۔ طلبہ کی حرکات و سکنات اور رویوں پر نظر رکھیں ان کے ساتھ پیشہ ورانہ رویہ اختیار کریں۔

طلبہ کے انفرادی اختلافات کا احترام:

طلبہ کے ساتھ برابری کا سلوک کریں اور ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ رنگ و نسل، زبان، صنفی امتیاز سے بالاتر ہوکر بلا امتیاز سلوک کریں ۔ طلبہ میں جذبہ حب الوطنی پیدا کریں۔ طلبہ کو عملی اور فنی تربیت دیں ۔ طلبہ کی رہنمائی اور سکول اور سکول سے باہر بھی کریں۔

کارکنان سے بہتر رویہ:

اپنی پیشہ ورانہ ہمدردی کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اسٹاف کے ساتھ اچھا سلوک کریں ۔ طلبہ کے امور کے سلسلہ میں بھی اپنے ساتھیوں کو اعتماد میں لیں۔ اپنے سے سینئر افسران اور ساتھیوں سے بھی عزت واحترام سے پیش آئیں۔ اپنے اعلیٰ افسران کے احکامات پر عمل کریں اور پالیسی کو کامیاب بنائیں ۔ قومی اور صوبائی سطح کے پر تعلیمی پالیسیوں میں عمل پر پر عمل کرنے میں تعاون کریں۔ معاشرے میں استاد کا وقار اس وقت بلند ہوسکتا ہے۔ جب اساتذہ کے آپس میں تعلقات اعلیٰ معیار اور اخلاق کے مطابق ہوں۔

پیشہ ورانہ ایمانداری:

اساتذہ سکول کالج اور قومی سطح پر جاری احکام، سکول پراپرٹی کے استعمال، سہولتوں اور مالی امور میں ایمانداری کو سامنے رکھیں۔

اپنے پیشہ ورانہ تقدس تعلیم تجربہ کو ایمانداری سے پیش کریں۔ طلبہ کے لیے رول ماڈل بنیں اور اپنے رویے اور سلوک سے دوسروں کی محبت حاصل کریں۔ خفیہ معلومات کسی پر ظاہر نہ کریں۔ قانون کا احترام اور کام کرتے وقت قواعد وضوابط کا خیال رکھیں، اساتذہ کو تفرقہ بازی اور متنازع مسائل میں فریق نہیں بننا چاہیے۔

پیشہ وارانہ علم اور تجربہ میں اضافہ:

پیشہ ورانہ امور میں دلچسپی، تدریس میں لگن، کلاس روم مینجمنٹ، منصوبہ بندی مانیٹرنگ ، جائزہ اور رپورٹنگ میں بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں۔ اپنے پیشہ ورانہ علم اور سکلز کو ساری زندگی اپڈیٹ کرتے رہیں۔ اپنی پیشہ وارانہ ڈیولپمنٹ کا جائزہ بھی لیتے رہیں۔ تدریسی پوسٹ کے تقاضے پورے کرتے رہیں۔ طلبہ کی رہنمائی مسلسل کرتے رہیں۔ طلبہ سے اس تدریس کے سلسلے میں تعمیری فیڈ بیک بھی لیں۔ کیونکہ تدریس ایک اعلیٰ پیشہ ہے۔ استاد کو قوم کے لیے رول ماڈل اور ایسے آداب اختیار کریں کہ اس کی عزت میں اضافہ ہو اور ایک پروفیشنل استاد کے لئے پیشہ ورانہ اخلاق اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اسے علم کی دولت سے مالا مال رویہ اور سکلز سے آراستہ ہونا چاہیے۔ اچھا رویہ رکھنا اس کی سماجی ذمہ داری ہے اور پیشہ ورانہ اخلاق کے لیے بھی ضروری ہے تعلیم میں اساتذہ اور لیڈر اپنی ذمہ داریوں سے منہ نہیں موڑ سکتے۔

بیرونی خطرے کا مقابلہ:

اساتذہ کو چاہیے کہ وہ معاشرے کے ان افراد کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ جو اپنی دولت اور معاشی مقام کے بل بوتے پر اساتذہ کو غیر اخلاقی اور غیر قانونی کاموں پر مجبور کرتے ہیں۔ اساتذہ کو چاہیے کہ طلبہ کے والدین، سرپرستوں یا رشتہ داروں سے ان کے بچوں کا استاد ہونے کی بنیاد پر کسی قسم کا مفاد اور رعایت حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ الغرض ایک تعلیمی ادارہ معاشرے میں ایک پاکیزہ ماحول پیدا کرتا ہے۔ جس سے مذہبی اخلاقی اور ثقافتی اقدار کو فروغ ملتا ہے۔ تعلیمی ادارہ معاشرتی برائیوں کے خلاف ایک ڈھال کا کام کرتا ہے۔ تعلیمی ادارے میں نظم وضبط اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے طلبہ اساتذہ اور دیگر عملے میں بھی معاشرتی معمولات کا احترام پیدا ہوتا ہے۔:

اخلاق تعلیم کے نمونے:

تعلیم وتربیت کے دوران اخلاق تعلیم ایک لازمی جزو ہے۔ حیا شرط، ایمان اور تربیت کا اہم جزو ہے۔ معلم کے لیے اس کی تعلیم وتدریس لازمی ہے۔ جھوٹ سے بچنے کی تعلیم وتربیت ہر معاشرے کا خاصہ رہی ہے۔ قرآن مجید میں بھی ہے اگر وہ جھوٹوں میں ہے تو اس پر خدا کی لعنت۔

بچوں کی عزت نفس کا احترام:

بچہ تعلیمی دنیا کی اہم ترین شخصیت ہے اور استاد کے پیشہ کا تقاضا بچے کو احترام دینا اور اس کی عزت نفس کا خیال رکھنا ہے۔ بچوں کی شخصی نمو، کردار کی طبیعت اور معاشرے میں عملی معاشرے میں عمل کا تعلق اوائل عمر میں بچے سے کیے جانے والے سلوک پر منحصر ہے ۔اس سلسلے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے ۔ اس طرح ہمیں بچوں سے محبت کرنی چاہیے۔

فن تعلیم وتربیت:

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ بہترین اخلاق مکمل کرسکوں۔ اس سلسلے میں جنگ بدر کے قیدیوں پر علوم وفنون سکھانے کی ذمہ داری دی۔ استاد اور طالب علم کی توقیر وعزت کے لیے فرمایا اچھا معلم اور متعلم اجر کے لحاظ سے برابر ہیں۔ حضور ڈسپلن کو پسند فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عملی تعلیم پر زور دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گفتگو میں اخلاق اور کردار کی طاقت موجود ہوتی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فضول بحث سے اجتناب فرماتے۔

شاگردوں کے چہروں پر تاثرات:

استاد کی نظروں کا پوری ہم آہنگی سے شاگرد کی نظروں سے دوچار ہونا ضروری ہے۔ ان کے چہروں کے تاثرات دیکھ کر اندازہ ہوجاتا ہے کہ استاد کو کب سوال کرنا چاہیے اور طلبہ کو بحث کے لیے مدعو کرنا چاہیے ۔ استاد کی پیدا پیشہ ورانہ تعلیم کے معیار کی بہتری خود بخود سکول ایجوکیشن کا معیار بہتر ہوجاتا ہے۔

استاد میں لازمی صلاحیتیں:

ایک استاد ذمہ داری، صبر وتحمل، مضمون کے بارے میں علم، والدین سے تعلق، محب وطن، واضح آواز، دلکش شخصیت ولباس، پڑھانے میں متجسس، امید پرست، لچکدار رویہ، معاملات میں کھرا، طلبہ، اساتزہ سے اچھے تعلقات، اچھی ساکھ اور ذاتی دلچسپی کا حامل ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ طلبہ کی تشخیص، طلبہ کی رفتار ترقی کا جائزہ، سبق کی منصوبہ بندی، دوران تدریس وقت کی تعلیم استحصا اور مستعدی کی ضرورت ہے اور استاد کا بہترین رویہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔

ٹیچر ٹریننگ کے فوائد

ڈاکٹر رفاقت علی اکبر

جدید دور میں بدلتے ہوئے تقاضوں کے ساتھ ساتھ جہاں بہت سی چیزوں میں تبدیلی آرہی ہے۔ وہاں تعلیم میں بھی جدت پیدا ہورہی ہے۔ نصاب کے ساتھ ساتھ پڑھانے کے طریقوں میں بھی نئے انداز اور رجحانات فروغ پا رہے ہیں۔ طلبہ کے تعلیمی مفاد کا تقاضا ہے کہ ملک میں جدید رجحانات کے مطابق تعلیم دی جائے تاکہ ملک ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو سکے۔ تعلیم نہ صرف ممالک کی معاشی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ یہ انسانوں کی معاشرتی زندگی پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ تعلیم نہ صرف انسان کی زندگی کو بہتر بناتی ہے بلکہ لوگوں میں مثبت سوچ پیدا کرتی ہے۔ ایک معاشرے کی تعمیر کے لیے اساتذہ کا کردار بڑا اہم ہوتا ہے۔ پاکستان میں ہر بڑے شہر میں تربیتی ادارے موجود ہیں جو سال میں مختلف اوقات میں اساتذہ کی ٹریننگ کراتے ہیں۔ اس سے درجہ ذیل فوائد ہوتے حاصل ہوتے ہیں۔

جدید سلیبس سے آگاہی:

ٹیچر ٹریننگ کے ذریعے اساتذہ کو بہتر طریقے سے جدید سلیبس سے متعارف کرایا جا سکتا ہے۔ ہمارے ہاں زیادہ تر چھوٹے گریڈ کے لوگ کام کرتے ہیں زیادہ تر اساتذہ ایف اے بی اے ہیں۔ یہ اساتذہ پی ٹی سی اور سی ٹی اور بی ایڈ ہیں۔ کچھ اساتذہ نئے بھرتی ہو کر آئے ہیں۔ جدید سلیبس کی آگاہی کے لیے تربیت بڑی مفید ثابت ہوتی ہے۔ تربیت کے دوران انہیں نئی چیزوں سے آگاہ کیا جاتا ہے، ان کو پڑھانے کے طریقے سکھائے جاتے ہیں تاکہ وہ میٹرک تک کلاسز کو بہتر طریقے سے تربیت دے سکیں۔

خیالات کے تبادلے کے مواقع:

تربیتی اداروں میں ایک دوسرے سے خیالات شیئر کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جس سے اساتذہ ایک دوسرے کے خیالات و تجربات سے استفادہ حاصل کرکے اپنی صلاحیتوں میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

تدریس کے بہتر طریقوں سے واقفیت:

ٹیچر ٹریننگ کے دوران تدریس کے نئے اور بہتر طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ آج کل تدریس کے طریقوں میں بڑی جدت آگئی ہے۔ ایسے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں جس سے طلبہ اور اساتذہ کا رابطہ زیادہ ہوتا ہے۔ بدلتے ہوئے سلیبس کے مطابق اساتذہ کو تربیت دی جاتی ہے۔ جس سے جدید طریقوں سے تعارف ہوتا ہے اساتذہ بہتر طریقوں سے متعارف ہوتے ہیں۔ ایسے طریقوں کا علم دیا جا سکتا ہے جس سے بچوں کا رجحان اور دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔

عصر حاضر کے جدید طریقوں سے واقفیت:

بدلتے ہوئے سلیبس کے مطابق اساتذہ کو تربیت دی جاتی ہے۔ جس سے جدید طریقوں سے واقفیت ہوتی ہے۔ بہت سے اساتذہ بھرتی ہونے کے بعد کئی سال تک تربیت حاصل نہیں کرتے، وہ بولنے سے ڈرتے ہیں، تختہ سیاہ پر اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتے۔ تربیت سے انہیں سامنے آنے کا موقع ملتا ہے اور ان کی جھجک دور ہو جاتی ہے۔ ٹریننگ کے آخر میں کچھ عملی سرگرمیاں بھی سکھائی جاتی ہیں جس سے اساتذہ کی تخلیق کی صلاحیتیں ابھر کر آتی ہیں۔ ان کو سرگرمیوں کا پتہ چلتا ہے جس سے وہ طلبہ کو بہترین طریقے سے تعلیم دے سکتے ہیں۔

خامیوں سے آگاہی:

ٹیچر ٹریننگ کے دوران اساتذہ کو اپنی تدریسی خامیوں کا پتہ چلتا ہے۔ ان کو اپنی تدریس بہتر بنانے کے مواقع ملتے ہیں۔

لیڈر شپ سپرٹ:

ٹریننگ سے لیڈر شپ کی روح پیدا ہوتی ہے۔ جو نوجوانوں کے کیریئر کے لیے بڑی اہم ہوتی ہے۔ بچہ آٹھویں جماعت تک پہنچ جاتا ہے۔ مگر اسے اردو کے چند جملے درست لکھنا نہیں آتے، املا درست نہیں اور تلفظ درست نہیں ہوتا۔ آج کل کالجز اور یونیورسٹیوں سے ڈگری لے کر نکلنے والوں کا معیار کیا ہے۔ زبان و بیان اور اخلاق کا اندازہ ہی نہیں۔ اس کے ساتھ تعلیم کے ساتھ تربیت بھی ضروری ہے۔ تعلیم کے ساتھ تربیت سے ایک طالب علم اچھا انسان بن جاتا ہے اور وہ ایک لائق شخص بن جاتا ہے۔ یہ باتیں امتحانی نتائج پر بھی اثر

انداز ہوتی ہیں۔ اب ہم معیار تعلیم کے انحطاط کے اسباب کا جائزہ لیتے ہیں۔

نظریہ حیات و تعلیم:

یہ انسان کے نظریہ حیات پر ہے۔ اگر نظریہ صالح اور تعمیری ہوگا، تو تعلیم کا مقصد بھی وہی ہوگا۔ آج نظریہ تعلیم کا مقصد مادی خوشحالی ہے۔ ہر ناجائز طریقے سے دولت کمانا ہے۔ جب تعلیم کا مقصد ہی غلط ہوگا تو نتائج بھی اچھے نہیں آئیں گے۔

والدین کی لاپرواہی:

والدین کی بچوں کی تعلیم میں عدم دلچسپی بھی ہے۔ بچوں کو ایک دفعہ داخل کرانے کے بعد دوبارہ کبھی ان کو دیکھنے کی زحمت نہیں کی جاتی۔

طلبہ میں علم کی لگن:

ایک سبب طلبہ میں علم کے حصول میں لگن کا نہ ہونا ہے۔ وہ محنت اور سعی سے دور بھاگتے ہیں۔ وہ غور و فکر کی کوشش نہیں کرنا چاہتے بلکہ وہ دوسروں پر انحصار کرتے ہیں۔ امتحانات میں تیار شدہ

نوٹس پر اکتفا کرتے ہیں۔ کتابوں کو کھول کر نہیں دیکھتے، اگر ان میں مطالعہ کا جذبہ پیدا ہو تو معیار تعلیم بہتر ہو سکتا ہے۔

استاد کا کردار:

جہاں والدین غیر ذمہ دار ہیں۔ وہاں اساتذہ کا کردار بھی ذمہ دارانہ نہیں ہے۔ حالانکہ وہ تعلیم کے ذمہ داروں میں سے ہیں۔ استاد کی قابلیت تعلیمی معیار کے بگاڑنے اور سنوارنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مگر آج ہمارے اساتذہ کی اہلیت بہت پست ہے۔ انہیں مطالعہ کا شوق نہیں۔ وہ کلاس پڑھانے کے لیے تیاری کر کے نہیں آتے۔ سبق کو آسان اور دلچسپ نہیں بناتے۔ اساتذہ کا تقرر کرتے وقت ان کی اہلیت کو سامنے رکھنا چاہیے۔ آج استاد کو درس و تدریس سے کوئی لگاؤ نہیں۔ معلم کا منصب ایک بلند منصب ہے۔ ان کے ہاتھوں نسلوں کی تعمیر ہوتی ہے اسلئے انھیں ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔

غیر دلچسپ تدریس:

مروجہ طریقہ تعلیم میں وہ صرف لیکچر ہی دیتے ہیں۔ اس طریقہ تدریس میں بعض کمزوریاں بھی ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ بچوں کو تمام سرگرمیوں کا مرکز بنائیں۔ تدریس میں دلچسپی پیدا کریں۔ بچوں کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کریں۔ ان کو سبق میں شامل کریں تاکہ تعلیم میں تنوع پیدا ہو

غیر تعلیمی ماحول:

مدرسہ کی خستہ عمارت، بنیادی سہولتوں کی کمی، تنگ و تاریک کمرے کلاس روم ہوتے ہیں۔ بچے کی ہمہ گیر شخصیت کے لیے سکولوں کا ماحول بہترین اور صاف ستھرا ہونا چاہیے۔

معاشی حالت اور غربت:

والدین کی معاشی حالت اور غربت بھی گرے ہوئے معیار کا سبب ہے۔ ٹرانسپورٹ کی کمی، غریب طلبہ کو مراعات اور وظائف میں کمی، دور کا فاصلہ، ان سب چیزوں پر قابو پانا ہوگا۔

78 واں یوم آزادی اور تعلیمی شعبہ

جشن آزادی کے حوالے سے وزیر تعلیم پنجاب رانا سکندر حیات خصوصی گفتگو

تحریر: احمد علی عتیق

یوم آزادی کے حوالے سے وزیر تعلیم پنجاب رانا سکندر حیات سے شعبہ تعلیم کے حوالے سے تفصیلی بات چیت ہوئی۔ ان سے پوچھا گیا کہ وہ شعبہ تعلیم اور یوم آزادی کو کس پس منظر میں دیکھتے ہیں اور شعبہ تعلیم کے حوالے سے ہم نے آزادی کے کیا ثمرات حاصل کیے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ 2025 میں ہم 78 واں یوم آزادی منا رہے ہیں جو ملکی تاریخ کے حوالے سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ 14 اگست ہمارے قومی تاریخ کا سنگ میل ہے۔ پاکستان علامہ اقبال کی بصیرت اور قائداعظم کی ولولہ قیادت کا شاہکار ہے۔ ہم اس موقع پر 1947ء میں ملک کو آزاد کرانے والے اور 10 مئی 2025ء کو آزادی کی حفاظت کرنے والے محسنوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ یہ تجدید عہد کا دن ہے جس میں ہم عہد کرتے ہیں کہ شہدائے آزادی کی لازوال قربانیوں کو ہمیشہ یاد رکھیں گے ملک کی اصل آزادی اور ترقی کا راز تعلیم میں پوشیدہ ہے۔

آزادی کا مطلب صرف جغرافیائی خودمختاری نہیں بلکہ فکری، معاشی اور سائنسی خودکفالت بھی ہے، جو صرف تعلیم سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ آزادی کی اصل روح یہ ہے کہ ایک قوم اپنے فیصلے خود کرے، اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور دنیا میں باوقار مقام حاصل کرے۔ حقیقی آزادی تب حاصل ہوتی ہے جب قوم خودمختار سوچ رکھتی ہو، اپنی معیشت کو مضبوط کرے، اور علم و ہنر میں دنیا سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔

انھوں نے مزید کہا کہ یوم آزادی صرف جھنڈیاں لہرانے یا تقریریں کرنے کا دن نہیں بلکہ یہ دن ہمیں آزادی کے اصل مقصد اور قومی ترقی کے لیے ہمارے فرض کی یاد دلاتا ہے۔ پاکستان کی آزادی کا مقصد صرف ایک خطہ ارضی کا حصول ہی نہیں بلکہ ایک تعلیم یافتہ، باوقار اور ترقی پذیر قوم کی تشکیل تھا۔

انھوں مزید کہا کہ اپنے ملک، قوم اور ایمان کے ساتھ کہ جب تک زندہ ہیں اس وطن کی حفاظت کے لئے کسی بھی طرح کیا قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ انھوں نے کہا کہ ہم اس موقع پر اللہ تعالی کے شکر گزار ہیں کہ اس نے معرکہ حق میں بڑی فتح نصیب کی اور ہم ایک بڑی قوم بن کر سامنے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان 10 مئی کے بعد بھرپور قوت سے روشن مستقبل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ حالیہ پاک بھارت جنگ میں پاکستان کی فتح محض فوجی کامیابی نہیں بلکہ یہ قوم کی ہم آہنگی، قربانی اور عزم کا مظہر ہے۔ اس فتح نے ملک کی تاریخ، اقتصادی ترقی اور تعلیمی مواقع پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ فتح کے بعد نوجوان نسل میں اعتماد، جذبہ حوصلہ اور قومی فخر بڑھا ہے، جو تعلیم اور ہنر کے فروغ کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

آزادی کا مطلب صرف جغرافیائی خودمختاری نہیں بلکہ فکری، معاشی اور سائنسی خودکفالت بھی ہے، جو صرف تعلیم سے حاصل کی جاسکتی ہے

آزادی کے مقاصد حقیقت میں تعلیمی شعبے میں پیش قدمی ہی سے حاصل کیے جاسکتے ہیں کیونکہ ایک تعلیم یافتہ قوم ہی دنیا میں باعزت مقام حاصل کرسکتی ہے کیونکہ تعلیم یافتہ افراد اس ملک کے مختلف شعبوں میں اپنی کارہایا انجام دے کر ملک کو ترقی کی شاہراہ پر کام گامزن کرتے ہیں جب ملک ترقی کرتا ہے تو اس کی معاشی ترقی ہوتی ہے اس کے تمام شعبے ترقی کرتے ہیں اور وہ دنیا کی قوموں میں ایک باعزت مقام حاصل کرسکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس تعلیم میں شرح خواندگی میں اضافہ کیا ہے بغیر آزادی حاصل کرنے کا مقصد پورا نہیں ہوتا تو پاکستان مسلم لیگ کی حکومت اسی جذبے کے تحت کام کررہی ہے کہ سکول سے باہر بچے اور بچوں کو سکول سے لا کر انہیں تعلیم یافتہ بنایا جائے اور ملکی ترقی میں ایک فعال کردار ادا کرنے کے قابل بنایا جائے۔

میں ملک کی تعلیمی تاریخ کے حوالے سے بات کرتے ہوئے آپ کو بتاؤں گا کہ پاکستان نے 1947 میں ازادی حاصل کرنے کے بعد جو تعلیم کے شعبے میں سفر کیا تو وہ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ اس وقت پاکستان میں 10 ہزار پرائمری سکول تھے اور کالجز کی تعداد 200 سے لے کر 250 تھی اور یہ زیادہ تر وہ کالج تھے جو برٹش دور حکومت میں انڈیا میں قائم کی ہے اور اس میں بیشتر مشینری انسٹیٹیوشن تھے اور ان کا الحاق بھارت میں واقعہ یونیورسٹیوں سے تھا جن پر اب بھارت دونوں علاقوں کی یونیورسٹیاں جن پر اب بھارت قائم ہے 147 میں پاکستان کے

جسے میں صرف دو یونیورسٹیاں، ایک پنجاب یونیورسٹی آف لاہور جو 1882 میں قائم ہوئی اور دوسری یونیورسٹی آف سندھ جو ابتدائی طور پر کراچی میں قائم کی گئی تھی بعد اسے 1951 میں جام شورو میں منتقل کر دیا گیا یہ تھی ہماری تعلیمی صورتحال جس میں پاکستان میں اپنی تعلیمی ترقی کا سفر کا آغاز کیا۔ آج کی تصویر بالکل مختلف ہے پورے پاکستان میں ہزاروں سکول اور کالجز ہیں، جن میں پنجاب سب سے آگے ہے۔ صوبہ پنجاب میں سکولوں، ہائر سیکنڈری

اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیوں کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ ہونہار طلبہ کے لیے اسکالرشپس، وظائف اور لیپ ٹاپ فراہم کیے جا رہے ہیں تاکہ وہ عالمی معیار کے مطابق تعلیم حاصل کر سکیں۔

اب ہم آزادی کے 78 سال گزار رہے ہیں گزار چکے ہیں تو مقام شکر ہے کہ اس وقت صرف صوبہ پنجاب میں اس وقت صرف صوبہ پنجاب میں نو بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کام کر رہے ہیں، کالجز کی تعداد 781 ہے جبکہ سرکاری یونیورسٹیوں کی تعداد 51 اور پرائیویٹ جو یونیورسٹیوں کی تعداد 36 ہے

موجودہ حکومت کی تعلیمی ترقیاتی سکیموں کے حوالے سے وزیر تعلیم نے کہا کہ مسلم لیگ ن کا ہر وعدہ تکمیل کی صورت میں سامنے آ رہا ہے۔ ن لیگ جھوٹے دلاسے نہیں دیتی، بلکہ جو کہتی ہے، کر کے دکھاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ لیپ ٹاپ کی تقسیم کا آغاز کر کے وزیر اعلیٰ پنجاب نوجوانوں سے کیا گیا اپنا ایک اور وعدہ پورا کر دیا ہے۔ رانا سکندر حیات نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب مریم نواز تمام ڈویژنز میں خود لیپ ٹاپ تقسیم کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ طلباء کو جدید مشینری کے حامل لیپ ٹاپ دیئے جا رہے ہیں۔ پبلک سیکٹر یونیورسٹی اور کالجز کے طلباء میں مجموعی طور پر 110,000 لیپ ٹاپ تقسیم ہوں گے، آنے والے دنوں میں نوجوانوں کیلئے مزید خوشخبریاں لائیں گے۔ اس کے علاوہ نواز شریف سنٹر آف ایکسیلینس فار ارلی چائلڈ ہوڈ ایجوکیشن میں انرولمنٹ مہم کا آغاز ہو گیا۔ نواز شریف سنٹر آف ایکسیلینس چھوٹے بچوں کیلئے پنجاب کا پہلا سٹیٹ آف دی آرٹ تعلیمی ادارہ ہوگا۔ یہ ادارہ ارلی چائلڈ ہوڈ ایجوکیشن سہولیات کے تناظر میں چھوٹے بچوں کا جم خانہ کہلائے گا۔ ابتدائی تعلیم کیلئے ننھے بچوں کی تخلیقی، فکری اور سماجی نشوونما کے ضمن میں جدید تعلیمی ماحول فراہم کرے گا۔ نواز شریف سنٹر آف ایکسیلینس میں ایکٹیویٹی بیسڈ لرننگ اوائل عمری میں بچوں کی ذہنی پختگی کا باعث بنے گی

صوبہ کے تعلیمی بجٹ پر اظہار خیال کرتے انھوں نے کہا کہ پنجاب میں تعلیم کے ترقیاتی بجٹ میں 400 فیصد ریکارڈ اضافہ کرتے ہوئے 32 ارب سے بڑھا کر 110 ارب کر دیا گیا ہے۔ دوسری جانب ہائیر ایجوکیشن کے بجٹ میں بھی 500 فیصد تک اضافہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب حکومت وزیر اعلیٰ مریم نواز کی خصوصی ہدایت پر دیگر صوبوں کے 5000 طلباء کو سکالرشپ دینے جا رہی ہے۔ وزیر تعلیم نے مسلم لیگ ن کی حکومت کا تحریک انصاف کے دور کی کارکردگی سے موازنہ کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ حکومت کے 1004 ترقیاتی سکیموں کے مقابلے میں محکمہ تعلیم میں خصوصی ریفارمز کرتے ہوئے 5006 سکیمیں لے کر آئے ہیں۔ گلوبل سٹینڈرڈ کے مطابق تعلیم کی ترقی کیلئے کرپشن اور سفارش کے دروازے بند کرتے ہوئے ای ٹرانسفر پالیسی لائے، ڈی میز، ایجوکیشن افسران، پرنسپلز اور سکولز ہیڈز کی مستقل تعیناتیاں کیں، 11 لاکھ فیک انرولمنٹ کا خاتمہ کیا، 26 لاکھ نادار اور یتیم بچوں کی انرولمنٹ کی، ٹیچر شارٹیج 56 ہزار سے کم کر کے 26 ہزار پر لائے، ارلی چائلڈ ہوڈ ایجوکیشن کے حوالے سے نہ صرف کمیشن بنایا بلکہ 12 ہزار ارلی چائلڈ ایجوکیشن کلاس رومز بنائے جہاں 5.4 لاکھ بچے داخلہ لے چکے ہیں۔ رانا سکندر حیات نے مزید کہا کہ سکول میل پروگرام کے اجراء کے بعد انرولمنٹ اور بچوں کی صحت کی شرح میں بہتری آئی۔ وزیر تعلیم نے کہا کہ ٹیکس کا پیسہ بچاتے ہوئے جو کمرہ پہلے 50 لاکھ کا تعمیر ہوتا تھا ہم نے 5.12 لاکھ میں 400 کمرے تعمیر کیے۔ انہوں نے کہا کہ سکالرشپ اور لیپ ٹاپ سکیم ہزاروں نوجوانوں کی زندگیاں بدلنے میں معاون ثابت ہوئی ہیں۔ دوسری جانب بوٹی مافیا کے خلاف تاریخی کریک ڈاؤن تاریخ میں رقم ہو چکا ہے۔ آئندہ سال اسی طرح پریکٹیکل مافیا کا بھی خاتمہ کریں گے۔ اربن ایریاز کے گرلز کالجز کیلئے 26 کوسٹرز کی فراہمی کی بھی سکیم منظور کی جا چکی ہے۔

آخر میں رانا سکندر حیات نے کہا کہ ایک پڑھا لکھا پاکستان ہی ایک مضبوط پاکستان ہے۔ اگر ہم واقعی ایک آزاد قوم بننا چاہتے ہیں تو ہمیں تعلیم کے فروغ کو اپنا سب سے بڑا قومی فریضہ سمجھنا ہوگا، کیونکہ یہی حقیقی آزادی کا راستہ ہے۔ جشن آزادی کے موقع پر ہر شہری یہ عہد کرے کہ وہ اپنی اولاد کو تعلیم سے محروم نہیں رکھے گا۔ معاشرے کے باشعور افراد کو چاہیے کہ غریب بچوں کی تعلیم میں مدد کریں، تعلیمی اداروں کی بہتری کے لیے رضاکارانہ خدمات دیں اور تعلیم کو قومی ترقی کا بنیادی ہدف بنائیں۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم ہی وہ بنیاد ہے جو پاکستان کو دنیا میں ایک مضبوط، باوقار اور خودکفیل ملک بنا سکتی ہے۔ ایک تعلیم یافتہ قوم نہ صرف اپنے مسائل خود حل کر سکتی ہے بلکہ عالمی سطح پر قیادت کا کردار بھی ادا کر سکتی ہے۔

فروغ تعلیم میں این جی اوز کا کردار

نبیلہ حنیف

تعارف: تعلیم کسی بھی معاشرے کی ترقی اور فلاح و بہبود کی بنیاد ہوتی ہے۔ ایک تعلیم یافتہ قوم ہی اپنی تقدیر سنوار سکتی ہے اور دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو سکتی ہے۔ جہاں حکومتیں تعلیم کے فروغ کے لیے اقدامات کرتی ہیں، وہیں غیر سرکاری تنظیمیں، جنہیں ہم این جی اوز (NGOs) کہتے ہیں، بھی اس میدان میں نہایت اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں، جہاں تعلیمی نظام کو بے شمار چیلنجز کا سامنا ہے، وہاں این جی اوز کی کاوشیں امید کی کرن بن کر ابھری ہیں۔

این جی اوز کا تعلیمی مشن، این جی اوز کا بنیادی مقصد سماجی بہتری ہوتا ہے، جس میں تعلیم کا شعبہ سرفہرست ہے۔ ان تنظیموں کا مشن صرف تعلیمی ادارے قائم کرنا نہیں بلکہ تعلیم کو ہر بچے تک پہنچانا، تعلیمی معیار کو بہتر بنانا، اور معاشرتی شعور اجاگر کرنا بھی شامل ہوتا ہے۔

1. دور دراز علاقوں میں تعلیم کا فروغ: پاکستان کے بہت سے دیہی اور پہاڑی علاقے ایسے ہیں جہاں حکومتی تعلیمی ادارے موجود نہیں یا پھر ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ این جی اوز ان علاقوں میں اسکول قائم کر کے یا موبائل تعلیمی یونٹس کے ذریعے بچوں کو تعلیم فراہم کر رہی ہیں۔ گلگت بلتستان، بلوچستان، تھر اور قبائلی اضلاع میں این جی اوز کی اسکولنگ سروسز نے ہزاروں بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا ہے۔

2. خواتین کی تعلیم: این جی اوز نے خواتین کی تعلیم پر خاص توجہ دی ہے کیونکہ ایک پڑھی لکھی ماں ہی تعلیم یافتہ نسل کی ضمانت ہوتی ہے۔ کئی این جی اوز نے لڑکیوں کے لیے علیحدہ اسکول، شام کی کلاسز، اور ووکیشنل ٹریننگ سینٹرز قائم کیے ہیں تاکہ انہیں بااختیار بنایا جا سکے۔

3. تعلیمی مواد اور سہولیات کی فراہمی: غریب اور نادار بچوں کے لیے کتابیں، یونیفارم، اسٹیشنری اور دیگر تعلیمی سہولیات فراہم کرنا بھی این جی اوز کا اہم کردار ہے۔ بعض تنظیمیں بچوں کو ماہانہ وظیفہ بھی دیتی ہیں تاکہ وہ تعلیم چھوڑ کر مزدوری کی طرف نہ جائیں۔

4. اساتذہ کی تربیت: ایک اچھا استاد ہی اچھی تعلیم کی بنیاد رکھتا ہے۔ این جی اوز مختلف تربیتی پروگرامز کے ذریعے اساتذہ کو جدید تدریسی طریقوں سے روشناس کرواتی ہیں۔ اس سے نہ صرف تعلیمی معیار بہتر ہوتا ہے بلکہ طلبہ میں سیکھنے کا شوق بھی بڑھتا ہے۔

5. تعلیم کے فروغ کے لیے آگاہی مہمات: بہت سے والدین خصوصاً دیہی علاقوں میں تعلیم کی اہمیت سے واقف نہیں ہوتے۔ این جی اوز شعور بیدار کرنے کے لیے مختلف مہمات، سیمینارز، اور واکس کا اہتمام کرتی ہیں جن کے ذریعے تعلیم کی افادیت اجاگر کی جاتی ہے۔

6. غیر رسمی تعلیم: بہت سے بچے کسی وجہ سے رسمی اسکولنگ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ان کے لیے این جی اوز نے نان-فارمل ایجوکیشن پروگرامز شروع کیے ہیں جہاں انہیں بنیادی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہنر بھی سکھایا جاتا ہے۔

7. معذور بچوں کے لیے اقدامات: معذور بچوں کی تعلیم کے لیے بھی کئی این جی اوز کام کر رہی ہیں۔ وہ اسپیشل ایجوکیشن اسکولز چلاتی ہیں اور انہیں وہ تمام سہولیات فراہم کرتی ہیں جن کی انہیں تعلیم حاصل کرنے کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔

8. ڈیجیٹل تعلیم: عصر حاضر میں ٹیکنالوجی کا کردار بہت اہم ہے۔ این جی اوز نے ڈیجیٹل تعلیم کو فروغ دینے کے لیے آن لائن کلاسز، ای-لرننگ پورٹلز، اور تعلیمی ایپس متعارف کروائی ہیں، جس سے دور دراز علاقوں کے طلبہ بھی مستفید ہو رہے ہیں۔

9. پالیسی سازی میں کردار: بعض بڑی این جی اوز حکومت کے ساتھ مل کر تعلیمی پالیسیوں کی تشکیل میں بھی مشورہ دیتی ہیں۔ وہ تحقیقاتی رپورٹس، شماریاتی ڈیٹا، اور پالیسی سفارشات مہیا کر کے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

چیلنجز: اگرچہ این جی اوز کی خدمات قابل تحسین ہیں، مگر انہیں کئی چیلنجز کا سامنا بھی ہے، جیسے فنڈز کی کمی، بعض مقامی رویے، حکومتی تعاون کا فقدان، اور سکیورٹی مسائل۔ اس کے باوجود ان کی کاوشیں مستقل جاری ہیں۔

مثالی مثالیں:

1. ''زوم فاؤنڈیشن'' جیسے ادارے نے گلگت بلتستان اور چترال میں ہزاروں بچوں کو تعلیم فراہم کی ہے۔

2. ''اکبر فاؤنڈیشن'' نے تھر کے صحرائی علاقے میں اسکول قائم کر کے تعلیم کو ممکن بنایا۔

3. ''روحانی ویلفیئر ٹرسٹ'' نے خصوصی بچوں کے لیے نہ صرف اسکول قائم کیے بلکہ انہیں روزگار سے جوڑنے کا بندوبست بھی کیا۔

تعلیم ہر بچے کا بنیادی حق ہے، اور این جی اوز اس حق کو ہر ایک تک پہنچانے کے لیے دن رات کوشاں ہیں۔ ان کی محنت، جذبہ، اور خلوص قابل فخر ہے۔ حکومت اور معاشرے کے تمام طبقات کو چاہیے کہ وہ این جی اوز کے ساتھ تعاون کریں تاکہ پاکستان کو ایک تعلیم یافتہ، مہذب، اور ترقی یافتہ ملک بنایا جا سکے۔

1 مخصوص این جی اوز کی کامیاب حکمتِ عملی پر ایک نظر

پاکستان میں کئی ایسی این جی اوز موجود ہیں جنہوں نے تعلیم کے فروغ کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان میں The Citizens Foundation (TCF) ایک درخشاں مثال ہے۔ یہ ادارہ ملک کے پسماندہ علاقوں میں معیاری تعلیم فراہم کرنے کے لیے ہزاروں اسکولز چلا رہا ہے۔ ان اسکولوں کا نصاب، تربیت یافتہ اساتذہ، اور جدید تدریسی طریقے TCF کو نمایاں بناتے ہیں۔

اسی طرح Idara-e-Taleem-o-Aagahi (ITA) نے "چلو پڑھیں" اور "ہر بچہ اسکول میں" جیسے انقلابی منصوبوں کے ذریعے لاکھوں بچوں کو تعلیم کی طرف راغب کیا۔ یہ ادارہ حکومتی اداروں کے ساتھ مل کر قومی اور بین الاقوامی سطح پر تعلیمی منصوبہ بندی میں شراکت دار رہا ہے۔ ان کی تحقیقاتی رپورٹس، تعلیمی سروے، اور تربیتی ورکشاپس نے تعلیم کے میدان میں نئی راہیں متعین کیں۔

2. علاقہ وار مطالعہ

گلگت بلتستان:

یہاں کے دور افتادہ اور برف پوش علاقوں میں تعلیم کی سہولیات نہ ہونے کے برابر تھیں، لیکن این جی اوز نے اسکول قائم کر کے اور مقامی اساتذہ کو تربیت دے کر بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ جیسے "زوم فاؤنڈیشن" اور "آغا خان ایجوکیشن سروس"۔

تھر:

تھر پارکر جیسے صحرائی علاقے میں، جہاں خشک سالی اور غربت نے تعلیم کو ثانوی حیثیت دے دی تھی، وہاں "اکبر فاؤنڈیشن" اور "سن رائز ٹرسٹ" جیسے اداروں نے پانی، خوراک اور تعلیم کو یکجا کر کے بچوں کو اسکول لانے کا موثر طریقہ اپنایا۔

بلوچستان:

بلوچستان میں "سوشل ویلفیئر سوسائٹی" اور "بلوچ ایجوکیشن فاؤنڈیشن" نے لڑکیوں کے لیے علیحدہ اسکول قائم کیے۔ وہاں والدین کو تعلیم کی اہمیت سے روشناس کرایا، اور مقامی ثقافت کا لحاظ رکھتے ہوئے تعلیمی نظام متعارف کرایا۔

جنوبی پنجاب:

اس خطے میں "ریڈ فاؤنڈیشن" اور "الف اعلان" نے اسکولوں کی حالت زار بہتر بنانے پر کام کیا۔ اساتذہ کی تربیت، طلبہ کی رجسٹریشن، اور تعلیمی معیار پر توجہ نے یہاں تعلیمی گراف کو اوپر لے جانے میں مدد دی۔

قبائلی اضلاع:

سابقہ فاٹا کے علاقوں میں "بذریعہ تعلیم بحالی" کی حکمت عملی اپنائی گئی۔ امن کے قیام کے بعد این جی اوز نے اسکول دوبارہ کھولے، اور بچے جو شدت پسندی کا شکار بن سکتے تھے، انہیں تعلیم کے ذریعے محفوظ راستہ دکھایا۔

3. تعلیم برائے امن: این جی اوز کا انتہا پسندی کے خلاف تعلیمی کردار

این جی اوز نے یہ ثابت کیا کہ تعلیم صرف کتابوں کا نام نہیں بلکہ امن، برداشت، اور ہم آہنگی کی بنیاد بھی ہے۔ بہت سی تنظیموں نے دہشت گردی سے متاثرہ علاقوں میں "تعلیم برائے امن" کے منصوبے شروع کیے جن میں طلبہ کو مذہبی رواداری، انسان دوستی، اور معاشرتی ہم آہنگی کا درس دیا گیا۔

مثلاً "PAIMAN Trust" نے خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں نوجوانوں کے لیے "De-radicalization through Education" پروگرام شروع کیے۔ اس کے ذریعے نوجوانوں کو شدت پسندی سے نکال کر فنی تعلیم اور رسمی تعلیم میں شامل کیا گیا۔

4. پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs) میں این جی اوز کی شمولیت

اقوام متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف میں چوتھا ہدف (SDG-4) معیاری تعلیم سے متعلق ہے۔ این جی اوز اس مقصد کو حاصل کرنے میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں۔

"ITA" کی رپورٹوں کے مطابق، 2030 تک تمام بچوں کو معیاری تعلیم فراہم کرنے کا ہدف صرف حکومتی کوششوں سے ممکن نہیں۔ اسی لیے این جی اوز نے مقامی سطح پر ڈیٹا جمع کر کے تعلیم کی حالت پر روشنی ڈالی، اور اس حوالے سے سفارشات مرتب کیں۔

عالمی ادارے جیسے UNESCO اور UNICEF بھی پاکستانی این جی اوز کے ساتھ مل کر SDG-4 کے حصول کے لیے پروگرام چلا رہے ہیں، جن میں خواتین کی تعلیم، مساوی مواقع، اور معیاری نصاب شامل ہیں۔

5. این جی اوز اور سرکاری اشتراک کی مثالیں

کئی این جی اوز نے حکومت کے ساتھ مل کر (PPP Public-Private Partnerships) کے تحت اسکولوں کو بہتر بنایا۔ جیسے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن (PEF) نے نجی اسکولوں کو حکومتی فنڈنگ کے ذریعے تعلیم فراہم کرنے کا اختیار دیا۔

اسی طرح Sindh Education Foundation (SEF) کے تحت ہزاروں اسکولوں کو این جی اوز کے اشتراک سے چلایا جا رہا ہے۔ اس میں معیار، شفافیت، اور نگرانی کو اہمیت دی گئی ہے۔

"Teach For Pakistan" نے بھی حکومتی اسکولوں میں تربیت یافتہ نوجوان اساتذہ کو تعینات کر کے تعلیمی بہتری کی نئی راہ پیدا کی۔

6. تعلیم میں صنفی مساوات کے فروغ میں این جی اوز کا کردار

پاکستان جیسے ملک میں جہاں کئی علاقے آج بھی لڑکیوں کی تعلیم کے خلاف ہیں، این جی اوز نے صنفی مساوات کے فروغ کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔

مثلاً "Malala Fund" نے خیبر پختونخوا اور جنوبی پنجاب میں لڑکیوں کے لیے تعلیمی پروگرام شروع کیے، جن میں انہیں اسکول واپس لانے، ٹرانسپورٹ، اور مالی معاونت مہیا کی گئی۔

"Plan International" اور "Girls Not Brides" نے کم عمری کی شادیوں کے خلاف آگاہی مہمات کے ذریعے تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا اور ہزاروں لڑکیوں کو اسکولوں میں داخل کرایا۔

7. این جی اوز کے لیے درپیش رکاوٹیں اور ممکنہ حل

اگرچہ این جی اوز اہم کردار ادا کر رہی ہیں، لیکن انہیں متعدد چیلنجز کا سامنا ہے:

فنڈنگ کی کمی: کئی چھوٹی این جی اوز کو عالمی اداروں یا حکومتی فنڈز تک رسائی حاصل نہیں، جس سے ان کی سرگرمیاں محدود ہو جاتی ہیں۔

سیکیورٹی خدشات: خاص طور پر قبائلی اور شورش زدہ علاقوں میں تعلیم فراہم کرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔

اعتماد کا فقدان: کچھ این جی اوز کے غیر شفاف طریقہ کار کی وجہ سے عوام کا اعتماد مجروح ہوتا ہے جس کا اثر مخلص اداروں پر بھی پڑتا ہے۔

سرکاری رکاوٹیں: بعض اوقات این جی اوز کو اجازت ناموں، رجسٹریشن، یا مانیٹرنگ کے عمل میں غیر ضروری تاخیر کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حل:

حکومت اور سول سوسائٹی کے درمیان باہمی اعتماد اور شفافیت کو فروغ دیا جائے۔

مقامی کمیونٹی کو شامل کر کے پائیدار تعلیمی منصوبے بنائے جائیں۔

فنڈنگ کے نئے ذرائع جیسے CSR (کارپوریٹ سوشل ریسپانسیبلٹی) کے تحت تعاون حاصل کیا جائے۔

(این جی اوز کی تعلیمی خدمات کسی صورت نظر انداز نہیں کی جا سکتیں۔ یہ ادارے صرف اسکول نہیں چلاتے، بلکہ امید، روشنی اور شعور کے علمبردار ہوتے ہیں۔ ان کی کوششوں نے پاکستان کے لاکھوں بچوں کی زندگی بدل دی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت، معاشرہ، اور بین الاقوامی ادارے ان کی کاوشوں کو سراہیں اور ان کے ساتھ اشتراک عمل بڑھائیں تاکہ ہم سب مل کر ایک تعلیم یافتہ، باشعور اور پرامن پاکستان کی بنیاد رکھ سکیں۔)

وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر محمد علی دوبارہ ڈیزائن کی گئی ویب سائٹ کا معائنہ کر رہے ہیں۔

وائس چانسلر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور طلبا کی آرٹ ورک کی نمائش کا معائنہ کر رہے ہیں۔

[illegible]

ہمدرد شوریٰ لاہور کے زیر اہتمام لاہور کے شہری مسائل کے موضوع پر منعقدہ مجلس مذاکرہ سے قیوم نظامی خطاب کر رہے ہیں۔

فروغ علم اور تعلیمی سرگرمیوں سے آگاہی کے لئے ماہنامہ علمیت لاہور کے خریدار بنیں

ہائیر ایجوکیشن کمیشن کے اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کے تربیتی پروگرام "ٹرانسفارمنگ گورننس" کے اختتام پر شرکاء کا ڈائریکٹر جنرل سول سروس اکیڈمی فرحان عزیز خواجہ کے ساتھ گروپ فوٹو۔

GCWU سیالکوٹ کی وائس چانسلر ڈاکٹر شازیہ بشیر اور GSCWU بہاولپور کی وائس چانسلر ڈاکٹر شازیہ انجم سیکرٹری ہائیر ایجوکیشن غلام فرید کو ان کی تقرری پر گلدستہ پیش کر رہی ہیں۔

سیکرٹری سکول ایجوکیشن پنجاب خالد نذیر وٹو لاہور کے ایک سکول کا معائنہ کر رہے ہیں۔

وزیراعظم کے خصوصی پروگرام کے تحت چین جانے والے 100 زرعی ماہرین کا گروپ فوٹو۔